سوال

(223) ایک دیوبندی مولوی آیت {واذاقرئ القراٰن فاستمعوالہٗ وانصتوا}

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ایک دیوبندی مولوی آیت {واذاقرئ القراٰن فاستمعوالہٗ وانصتوا} کی روسے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو منع بتاتا ہے کیا اس کا یہ کہنا صحیح ہے ؟

(۲) ہمارے گاؤں کے فجر کی نماز جماعت بہت دیر کرکے شروع ہوتی ہے ۔ تقریباً آفتاب طلوع ہونے سے دس منٹ پہلے ہوتی ہے ۔ کیا یہ طریقہ سنت کے مطابق ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(سوال نمبر ۱) اس آیت سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر دلیل پکڑنی اپنے مذہب اور اصول اور اقوال علماء حنفیہ سے بے خبری اور ناواقفی پر مبنی ہے ۔ احناف کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے نہ سری نماز میں فاتحہ پڑھنی چاہیے نہ جہری میں اور اس دعویٰ پر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں ۔ لیکن مولانا عبدالحیٔ حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس آیت سے سری نمازوں میں مطلقاً اور جہری نمازوں میں امام کے سکتوں میں فاتحہ پڑھنے کی ممانعت قطعاًثابت نہیںہوتی ۔ (امام الکلام ص ۱۰۷) اسی طرح اور محققین حنفیہ نے بھی لکھا ہے اور مولوی انورشاہ مرحوم کہتے ہیں واعلم ان الانصات والاستماع یقتصران علی الجہریۃفان الانصات مقدمۃ للاستماع ومعناہ التھیوللاستماع (فیض الباری ص ۳۴، ۱) آگے چل کر کہتے ہیں :

وقد مرمنی ان الایۃ تقتصر علی الجہریۃفقط فلا تقوم حجۃ علیھم فی حق السریۃ (ایضاً ص ۱، ۲۱۹)

علمائے حنفیہ کے باہمی اختلاف کی یہ کیسی افسوس ناک مثال ہے ایک کہتا ہے کہ اس آیت سے دونوں نمازوں میں قرأت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے ۔ دوسرا کہتا ہے کہ اس آیت سے کسی نماز میں بھی ممانعت نہیں ثابت ہوتی ۔ تیسرا کہتا ہے صرف جہری میں ممانعت ثابت ہوتی ہے ۔ فیاللعجب ۔ مفصل اور بسوط بحث ''تحقیق الکلام'' ہر دو حصہ میں ملاحظہ کیجئے ۔ یہاں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ۔

(۲) اتنی دیر کرکے فجر کی جماعت شروع کرنی آنحضرتﷺ اور خلفائے راشدین کے دائمی طریقے کے خلاف ہے ۔ آنحضورﷺ اور خلفائے راشدین ہمیشہ غلس (تاریکی) میں نماز پڑھتے رہے اور اس قدر دیر کردینی تو حنفیہ کے بھی خلاف ہے ۔ مولوی انورشاہ کہتے ہیں :

وحدالاسفار عندنا ان یفرغ عنھا وقد بقی علیہ من الوقت مالواعادفیہ صلٰوتہ لعارض وسعہ قبل الطلوع مع رعایۃ السنن ۔

(فیض الباری ص ۱،۱۳۴) ، محدث دہلی جلد ۹ ش ۵

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 04 ص 296

محدث فتویٰ